کو اپنی ذات کے سوا قوم کے لئے مخصوص کردے تو مین نہین جانتا کہ دُنیا مین ایسا عقلمند ہمدرد کون ہوگا کہ اپنے آپکو قوم مین داخل نہ سمجھے اور باوجود حصول فایدہ ذاتی بلاضرر و نقصان فایدہ قومی اپنے فایدہ کے خیال کو قومی کامون سے نکال دیتا ہو یا اس نکال دینے کو شرط ہمدردی قومی خیال کرتا ہو یہ تب ہو جبکہ وہ قوم مین داخل نہ ہو یا اسکا فایدہ ذاتی قومی فایدہ کے نقصان کا موجب ہو۔

نقل سے اس قول جناب کے مخالف ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ اسلام ہمکو یہی سکہاتا ہے کہ ہم جو عمل کرین اُسمین آخرت اور رضا پروردگار مدنظر رکہین اور صاف بتاتا ہے کہ جس عمل مین خدا کی رضا اور آخرت ہمکو مدنظر نہین وہ عمل ضایع و بیکار و موجب خسارت و ہلاکت ہے بلکہ غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وغیرہ کتب سماوی کا نازل ہونا اور انبیاء علیہ السلام کا بہیجا جانا صرف اسی ایک مسئلہ کی تعلیم کے لئے ہے اسکے سواء اور مسایل فروع و اصول و عبادات و اعتقادات کا رجوع اسی مسئلہ کیطرف ہوجاتا ہے قرآن و حدیث اس مسئلہ کی ہدایت و ترغیب سے پُر ہین۔ ان سے پہلی کتابین بھی اسکے ذکر سے خالی نہین۔

قرآن مین ارشاد ہی جو اپنے عمل سے صرف دنیا چاہے اسکو ہم دُنیا مین جو چاہتے ہین دیتے ہین سو بہی جس شخص کو ہم چاہین پہر اسکے لئے دوزخ ٹہکانا ہے جسمین ملامت سے دہتکارا ہوا داخل ہوگا اور جو آخرت کی طالب ہین اور مومن ہین اُنکی کوشش کی قدر ہوگی۔

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جہنم یصلہا مذموما مدحورا ومن اراد الاخرۃ وسعی لہا سعیہا وہو مومن فاولئک کان سعیہم مشکورا (بنی اسرائیل ع ۲)

اور ارشاد فرمایا ہے جو اپنے عمل سی صرف دنیا اور اُسکی زینت چاہتی ہین ہم اُن کے اعمال

من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

لایبخسون ۝ اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون - ہود ع ۱

کی جزا انکو دنیا مین پوری کر دیتے ہین جسمین وہ نقصان نہین پاتے اُن کے لئے آخرت مین بجز آگ کچھ نہین انکا کیا کارت ہوا اور انکا وہ عمل باطل -

من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب - الشوریٰ ع ۲

اور ارشاد ہے جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہی ہم اُسکی کھیتی بڑہاتے ہین اور جو صرف دنیا کی کھیتی چاہتا ہی اُسکو ہم دنیا کی کھیتی سے کچھ دیدیتے ہین اور پہر اُسکا آخرت مین کچھ حصہ نہین -

یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون - (روم ع ۱)

اور اُن لوگون کی مذمت مین جو صرف دنیا کے طالب ہین فرمایا ہے - وہ ظاہری حیوۃ دنیا کو جانتے ہین اور آخرت سے غافل ہین -

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (البقرۃ ع ۲۵)

اور اُن لوگون کی مدحت مین جو رضاے مولیٰ کے طالب ہین ارشاد ہوا ہی بعض اپنی جان کو خدا کی رضاجوئی مین بیچ ڈالتے ہین خدا اپنے ایسے بندون پر نہایت مہربان ہی

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا - (دہر ع ۱)

اور فرمایا ہی کہ وہ یتیمون اور اسیرون کو کھانا کھلاتے ہین اور کہتے ہین ہم تم کو خدا کے لئے کھانا کھلاتے ہین اسکا عوض تم سے نہین چاہتے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص خدا ہی کے لئے لوگون سے (جو نیک ہون) دوستی رکھے اور خدا ہی کے لئے

من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔
(ابوداؤد والترمذی)

لوگون سے (جو بد ہون) ناخوش رہے۔ اور خدا ہی کے لئے کسیکو کچھ دے اور خدا ہی کے لئے جہان کچھ نہ دینا ہو) دینے سے رکے اُس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل معروف صدقۃ

اور فرمایا خوبی کی جو بات ہے وہ صدقہ و خیرات مین داخل ہے یعنی اگر اسمین رضاے خدا تعالی اور ثواب آخرت کی نیت کرین چنانچہ فرمایا ہے

وعن ابن مسعود عن النبی صلعم قال اذا انفق الرجل علی اھلہ یحتسبھا فھی لہ صدقۃ

آدمی کا اپنی بیوی بچون کو بہ نیت ثواب خرچ دینا خیرات مین داخل ہے۔

وعن سعد رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم قال انک لن تنفق نفقۃ تبتغی بھا وجہ اللہ الا اجرت علیھا حتی ما تجعل فی فم امرأتک (صحیح البخاری)

سعد رضی اللہ عنہ کو آپنے فرمایا تو جو کچھ بہ نیت رضاے مولے خرچ کریگا اسکا اجر پائیگا یہانتک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے مونہہ مین دیگا اسکا اجر بھی تجھے ملیگا۔

وفی بضع احدکم صدقۃ قالوا یا رسول اللہ یاتی احدنا شھوتہ ویکون لہ فیھا اجر قال ارایتم لو وضعھا فی حرام کان علیہ وزر فکذلک اذا وضعھا فی الحلال کان لہ اجر۔ (صحیح مسلم)

اور فرمایا کہ جو تم اپنے اہلخانہ سے ہم صحبت ہوتے ہو وہ بھی داخل خیرات ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو اپنی شہوت رانی کرتے ہین اسمین بھی اجر ہے۔؟ آپنے فرمایا بتاؤ اگر وہ شہوت رانی حرام سے کرے تو اسپر بوجھ (گناہ) ہوتا ہے یا نہین ایسا ہی اُسکو ثواب ہونا چاہیے۔ اگر وہ حلال سے کرے۔

اِن احادیث نے شرح کر دی کہ جن کامون کو لوگ دُنیاوی سمجھتے ہین وہ بھی بہ نیت ثواب کرنیسے دین اور ثواب کے کام ہو جاتے ہین۔ اور ہر ایک عمل مین نیت ثواب لانیسے کمال

+ یہ ناخوشی اس فعل بد کی نظر سے ہونی چاہیے نہ اُس شخص کی ذات سے جسمین فعل بد پایا جاتا ہے اگر اسمین اچھی صفات موجود ہین۔ اسباب مین ہم عنقریب ایک مستقل مضمون لکھنا چاہتے ہین وباللہ التوفیق۔

ایمان سے ہے - پس جس نے کوئی کام (دنیا کا سمجھی خواہ دین کا) بلا نیت ثواب آخرت و رضا مولے کیا اور اس سے صرف دنیاوی منفعت کو پیش چشم رکہا - اُس نے اپنا وہ عمل ضایع کیا اور وہ خسارہ مین پڑا -

آیات و احادیث اسباب مین شمار سے باہر ہین مگر ہمنے بنظر اختصار ان چند آیات و احادیث کی نقل پر اکتفا کیا - اب معتقدین آنریبل سید احمد خان صاحب انصاف سے سوچین کہ آپ کا یہہ قول کہ قومی کام بلا خیال ثواب آخرت کرنا چاہیے بشہادت عقل و نقل کیونکر صحیح ہو سکتا ہے -

سوم - لودہیانہ کے لکچر کے خاتمہ مین آپنے فرمایا ہے کہ "ایک چہوٹا سا مدرسہ قایم کرکے اور ایک ہندوستانی سو ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار کا ہیڈ ماسٹر مقرر کرکے قومی تعلیم کا بندوبست کرنا بالکل ناممکن ہے - تعلیم اسوقت تک نہین ہو سکتی جبتک تعلیم گاہ اور مدرسون کی نسبت اچہی طریق پر نہو - خیال کرو تمہارے لڑکے کس صحبت مین ہین اور کن لوگون کے ساتہہ تعلیم پاتے ہین - قومی تعلیم ایسے مکان پر ہونی چاہیے جہانپر کہین سی بیرونی صحبت کا اثر نہ پہنچتا ہو - قوم کے لڑکے آپسمین بورڈر ہونے ہم کالج ہونیکی وجہ سی محبت رکہتی ہین - آپ ہمارے محمڈن کالج کو دیکہین کہ آپسمین طالب العلم کیسا دوستانہ برادرانہ تعلق رکہتی ہین - ایکدوسرے کی بیماری مین کیسی مدد کرتے ہین - ایک دوسریکی رنج و راحت مین کیسی شریک ہوتے ہین آپ اسبات کو خوب یاد رکہئے کہ قومی تعلیم کبہی علیحدہ علیحدہ نہین ہو سکتی اپنے اپنے طور پر بچونکو تعلیم دینا بچون کو سوائے غارت کرنے کے اور کچہہ نتیجہ نہین دیتا"

اس قول مین آپنے دو دعوی کئے ہین **اول** یہہ کہ علیگڈہ کالج مسلمانون کی عمدہ تعلیم و تربیت کا کافی ذریعہ ہے **دوم** یہہ کہ اگر مسلمان اپنی اپنی تعلیم کا اپنی اپنی جگہ بندوبست کرین اور ایسے سکول قایم کرین جنمین ہندوستانی لوگ سو ڈیرہ سو روپیہ کی تنخواہ والے ہیڈ ماسٹر ہون تو مسلمانون کے لڑکے بجائے تعلیم و تربیت پانیکی ضایع و غارت ہو جائین گے -

ان دونو دعاوی کا نتیجہ یہہ نکلا کہ جبتک علیگڈہ کالج سے بڑہکر اور جگہہ مسلمانون کی تعلیم کا بندوبست نہ ہو تمام مسلمانان (پنجاب کے ہون خواہ ہندوستان کے) اپنے لڑکے تعلیم وتربیت کے لئے علیگڈہ کالج مین بہیجا کرین اور جو انکی تعلیم کے لئے وہ چندہ جمع کرین وہ بہی علیگڈہ مین بہیجوادیا کرین یہہ نتیجہ پہلے بہی سید احمد خان صاحب کے تمام ہمخیال احباب ومتبعین کے خیال مین جاگزین ہے اور جب کبہی مسلمانون نے اپنی تعلیم کا بقدر ہمت خود بندوبست کرنا چاہا ہے اُن کے احباب ومقلدین نے یہی بات فرمادی ہے۔ اِس نتیجہ کے ایک مقدمہ (دعوی اول) کی نسبت جو خیال ہم رکھتے ہین اسکو نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بضمن سٹرلمنٹ اور اسلام ظاہر کرچکے ہین اِسمقام مین اُسکے دوسرے جزء (دعوی دوم) کی نسبت اپنا خیال ظاہر کرنا چاہتے ہین اور ایکی طرف توجہ کرنیکی جناب کے احباب سے مضمون سابق (مسٹر بلنٹ اور اسلام) مین التجا کرچکے ہین۔

† جب انجمن ہمدردی کی (خدا اسکو نیند غفلت سے جگادے) اور اسکی ممبرون اور معاونون کو قومی جوش (اگر ہے) بنا قایم ہوئی اور اسکی اغراض مین ایک قومی مدرسہ تعلیم دنیاوی قایم کرنیکی تجویز پیش ہوئی تو ایک معزز جلیل القدر دوست سید احمد خان نے (جو ہمارے ہی دلی کے مرفہ ہین) بیچہجہ صاف یہہ بات کہی کہ سید احمد خان یا علیگڈہ کالج نے مسلمانون کی تعلیم کا کافی بندوبست کردیا ہے"۔

ان ہی دنون ایک مقلد ازیل سید احمد خان نے رسالہ انجمن تصور مین ایک مضمون نیشن (یا قوم) پر لکہا۔ اِس مین اِس قسم کی کارروایئون کو قومی طاقت کا تفرقہ قرار دیا اور صاف لکہدیا کہ جابجا مدرسے اور سوسائیٹیان قایم کرنا روپہ کو ضایع کرنا ہے۔ سب کو ملکر علیگڈہ کالج کی مدد کرنا چاہئے۔ ان دنون ضلع ہوشیارپور مین قوم زمینداردن مین ایک پرائمری سکول قایم کرنیکی تجویز پیش ہے جسکے لئے چندہ بہی جمع ہوچکا ہے اسکی نسبت بہی سید احمد خان صاحب کے ایک مقلد نے یہی کہا ہے کہ یہان سکول قایم کرنے سے کیا فایدہ لڑکون کو علیگڈہ کالج مین کیون نہین بہیجدیتے غرض یہہ مدت سے اِس گروہ مین متفق علیہ دستور چلا آتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمکو اسپر غور کرنیکی ضرورت پڑی ہے۔

ہمارے خیال مین دعوی دوم جناب اور جو اس سے آپ یا آپ کے احباب نتیجہ نکالتے ہین کئی وجہ سے محل کلام ہے۔

اول - یہہ کہ جا بجا مدارس قایم کرنا (اگر انکا اصول ایک ہو چنانچہ واقعہ مین بھی ایسا ہی ہے) قوی طاقت کی تفریق نہین ہے - تفریق تب ہو جب کہ انکی اغراض و اصول مختلف ہون اور انکا نتیجہ بھی مختلف نکلے - اور اگر عموماً تعدد و تکثر تفریق کہلاتا ہی تو چاہیے کہ جو ایک کالج مین مختلف کلاسین یا اُسکے ماتحت مختلف برنچین قایم ہوتی ہین وہ بھی تفریق متصور ہو جسکا شاید علیگڈہ مین بھی کوئی قایل نہین - اور اگر سید احمد خان صاحب اور انکے احباب موجودہ حالت مین مسلمانون کی تعلیم و تربیت کا مدار و انحصار علیگڈہ کالج ہی مین سمجھتے ہین تو وہ بجائے اسکے کہ اور جگہہ مدارس قایم کرنیسے لوگون کو منع کرین یہہ ہدایت کیون نہین کرتے کہ جہان کہین مسلمان مدرسہ قایم کرین اُسکو علیگڈہ کے اصول پر بنا دین یا علیگڈہ کالج کا برنچ قرار دیا کرین -

وجہ دوم یہہ ہے مانا کہ علیگڈہ کالج (قطع نظر اسکے مذہبی تعلیم اور یورپین تربیت و طریق معاشرت سے جنہین ہم پہلے مضمون مرقومہ بالا مین کلام کر چکے ہین) دُنیاوی علوم کی تعلیم کا عمدہ ذریعہ ہے اور جہان کوئی مدرسہ یا اسکول جاری ہی یا جاری ہونا چاہتا ہی وہ اُسکی نظیر نہین ہے اور نہ ہوگا مگر اسکا لازمہ یا نتیجہ یہہ نہین ہی کہ تمام ملک پنجاب و ہندوستان کے شہرون قصبات اور دیہات کی لڑکے تعلیم کے لئے علیگڈہ کو ہی جایا کرین - علیگڈہ کے سوا جہان کہین وُہ پڑہین وہ بیکار و بے اعتبار ہی - † حامیانِ علیگڈہ کالج علیگڈہ کالج کو بہت بڑہائین گے تو اسکو وہ نسبت و فوقیت دینگے جو ہمارے مقدس مشہد بیت اللہ کو اور مساجد روئے زمین کی نسبت حاصل ہی کہ اسمین عبادت کرنا اور مساجد کی نسبت ہزار ہا درجہ فزیادہ موجب ثواب ہی مگر یہہ بات کعبہ کی نسبت کوئی نہین کہسکتا کہ جب کوئی نماز پڑہنا یا عبادت کرنا چاہی تو بجز کعبہ اور کسی مسجد مین نماز نہ پڑہی - پھر علیگڈہ کالج کی نسبت وہ نتیجہ کیونکر قابل تسلیم ہے -

† یہہ ایک نظیر ہے مثیل نہین ہی اسپر کوئی اعتراض نہین کرسکتا کہ یہان ثواب ہی تو بحث نہین پھر ایسی مثال جسمین ثواب ہی نہ ہو کیونکر پائی جاتی ہے کیون دی -

وجہ سوم - اگر یہ نتیجہ بھی مان بھی لیا جاوے تو آخر اس پر عمل کرنیکے لئے کچھ استطاعت و قدرت بھی شرط ہونا چاہیے جیسا کہ حج کعبہ کے لئے حکم آیہ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا زاد و راحلہ شرط ہے پھر عام مسلمان ہندوستان و پنجاب کو بلا لحاظ انکی موجودہ حالت اور قدرت و استطاعت کے علیگڈھ کالج مین اولاد کو تعلیم دینے کے لئے مکلف کرنا تکلیف مالایطاق نہین تو اور کیا ہے۔

علیگڈھ کالج کی تعلیم کی ادنی شرط یہہ ہے کہ فی لڑکا دس روپیہ یا ہوادار فیس یا چندہ بورڈنگ ہوس داخل کرے اور مصارف سفر مواضع بعیدہ جو بعض موقع پر سفر بیت اللہ کے قریب قریب ہوجاتے ہین علاوہ بران رہے۔ اب انصاف سے غور فرمانا چاہئے کہ یہہ شرط استطاعت ہندوستان و پنجاب خصوصًا دیہات کے مسلمانون مین فی صدی کسقدر مسلمانون مین پائی ہے۔ پھر علیگڈھ کالج کی ذہن یا نشہ مین بے سوچے بن سمجھے ہر ایک کو یہی رغبت دلانا کہ اپنے بچون کو علیگڈھ کالج مین کیون نہین بھیجتے۔ تجربہ کارون اور دانا ؤ سے کب زیبا ہے۔ سچ پوچھو تو یہہ کالج عام مسلمانون کی نظر و نسبت سے محمڈن کالج نہین ہے بلکہ راجگان و امیرون اور وزیرون اور دولتمند مسلمانون کا کالج ہے اسمین غریب مسلمان یا متوسط لوگون کے لڑکے ہرگز تعلیم نہین پاسکتے۔ چنانچہ ہوا خواہان علیگڈھ کالج اس بات کی خود اقراری ہین پھر وہ کس موہہ سے اور کس معنی کر کس و ناکس کو جو اپنی تعلیم کا اپنے طور پر اپنی ہمت کے موافق بندوبست کرنا چاہتا ہے۔ کہتے ہین کہ تم اپنے طور پر تعلیم کا بندوبست نہ کرو اپنے لڑکون کو معہ زر چندہ جو تعلیم کے لئے فراہم ہو علیگڈھ کالج مین بھیجدو۔

جس حالت مین انکو یقین ہے کہ عام مسلمان علیگڈھ مین اپنے لڑکے بھیجا نہین سکتے تو انکو مقامی مدارس قایم کرنیسے روکنا مطلق تعلیم سے روکنا نہین تو کیا ہے۔

علیگڈھ (جو ان کے حسین الخی موجودہ حالت اور علیگڈھ کالج کے مصارف کی نظر سے لنڈن یا پیرس کا بچہ ہے) تو وہ جانے سے رہی اور مقامی مدارس بھی قایم کرنیسے

وہ بچون کو غارت کرنیوالے اور جمعیت قومی کو توڑنیوالی ٹھہرے اسکا نتیجہ بجز اسکے کہ وہ تعلیم کا نام ہی نہ لین اور کیا نکلتا ہے

اِن وجوہات کو احباب سید احمد خان صاحب غور سے انصاف سے ملاحظہ فرماوین تو ان کو صاف اقرار کرنا پڑے کہ مسلمانون کی موجودہ حالت کی نظر سے اُن کے لئے ضرور ہے کہ جابجا حسب ضرورت اور موافق اپنی وسعت کی سکول و مدارس قایم کرین اور دس روپیہ ماہوار کے ملازم سے لیکر ہزار روپیہ تک (جیسا کہ ضرورت کا تقاضا اور وسعت کی اجازت ہو) مدرس و ہیڈ ماسٹر مقرر کرکے کام چلاوین - علیگڈہ کالج کے اُس پر تعلیم سے محروم نرہین —

اِس ضرورت کو ایک دفعہ آنریبل سیّد احمد خان بہی تسلیم کرچکے ہین جبکہ اُنہون نے انجمن ہمدردی کے مڈل سکول جاری کرنیکی تجویز پر اپنی مسرت ظاہر کی تھی اور علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین اس تجویز پر انجمن کو کامیابی کی بشارت تحریر فرمائی تھی - اب بہی اگر اُن کے اور انکے احباب کی توجہ ہو تو یہہ ضرورت اُنکے خیال مین آسکتی ہے -

اب ہم اِس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اتباع و احباب سید احمد خان صاحب سے اُمید رکہتے اور التجا کرتے ہین کہ جو کچہہ ہمنے آپ کے لکچرون کی نسبت رائے زنی کی ہے یا اون کے سفر کی نسبت مختلف رائے معاصرین پر رائے دی ہے - اُسکو ایک ناصح مشفق یا خیر خواہ کا کلام سمجہکر اسمین انصاف سے غور کرینگے - کلام مخاصمانہ سمجہکر اِسکے رد و جواب کی طرف متوجہ نہ ہوجاوینگے -

آیندہ اختیار

فقط

۱۲

(103)

مسلمان اڈیٹرون خصوصًا مولویون کو نصیحت

ہرچند اخبار کی اڈیٹری ایک عام پیشہ (یا منصب) ہے جسکی اسلام سے خصوصیت نہین ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی وغیرہ سبہی مذاہب کے اشخاص مین یہہ پیشہ بالاشتراک پایا جاتا ہے ولیکن مسلمان اڈیٹرون خصوصًا مولوی صاحبون کو یہہ نہین پہنچتا کہ جب وہ یہ پیشہ اختیار کرین اپنے مذہب اسلام کی پابندی چہوڑ دین اور اسمین بلالحاظ احکام اسلام عام ایڈیٹرون کے مجوز اصول پر چلین۔

اخبار کی اڈیٹری احکام اسلام سے آزادی کا سارٹیفکٹ نہین ہے کہ مسلمان اڈیٹر ہون تو پہر جی چاہین کرین اور نہ وہ گناہون کے لئے کفارہ (بمنزلہ بپتسما) ہے کہ جو گناہ اڈیٹر سے سرزد ہون وہ اس سے محو ہوتے چلے جائین۔ بلکہ اڈیٹر ہو جانیکے بعد بہی مسلمانون (خصوصًا مولوی صاحبون) کو احکام اسلام کی ویسی ہی پابندی لازم رہتی ہے جیسیکہ پہلے واجب تہی اور اڈیٹری کے گناہون کا کفارہ نہین ہو جاتے۔

عام ایڈیٹرون مین **وقایع نگاری** کا یہہ **اصول**† مقرر (یا یون کہو کہ دستور العمل و مروج) ہو رہا ہے کہ جب کسی کارسپانڈنٹ (یا مخبر) نے کچہہ لکہا یا کہا اڈیٹر نے اسکو بلا تحقیق اس امر کے کہ وہ نفس الامر کے مطابق ہے یا مخالف اور اسکا ناقل و مخبر صادق ہے یا غیر صادق اخبار مین درج کر لیا۔ اسمین بہت احتیاط کی تو اسکے ساتہہ یہہ بات بہی لکہدی کہ اڈیٹر نامہ نگارون کی خبرون کا ذمہ دار نہین ہے پہر اگر اس خبر کی عدم صداقت ظاہر ہو گئی تو اسکی تردید بہی اخبارون مین چہاپ دی لو پس اتنے مین اُن کی تحقیق و احتیاط

† آجکل اخبارون وغیرہ اُردو تحریرون مین تردید بمعنی رد و جواب مستعمل ہے جو درحقیقت اس معنی کے لئے موضوع نہین ہے اصل اسکے معنے تشقیق ہین یعنی ایک چیز کو پہرانا اور اسکی شقین بنانا ہمنے اس لفظ کو اس معنی (رد) مین بلحاظ فہم مخاطبین استعمال کیا ہے اور کلموا الناس علی قدر عقولہم پر عمل کیا۔

حد کمال کو پہنچ گئی اگر وہ خبر کسی اخبار میں درج ہوئی پائے تو اسمیں اتنی احتیاط کی بھی ضرورت نہیں سمجھی جاتی پھر تو وہ خبر کالوحی من السّتار ہوگئی اسکی تحقیق و تصدیق کی کیا حاجت رہی اسکو بلا تردد درج اخبار کر لیا اور اسکے اول یا آخر میں اس اخبار کا (جس سے وہ اخذ کیگئی ہے) حوالہ دیدیا

مگر اسلام اس اصول کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور وہ کبھی اجازت نہیں دیتا کہ جبتک کسی خبر کی تحقیق نہ کرلیں اسکی ناقل و مخبر کی صداقت کا تجربہ و مشاہدہ نہ کرلیں اسکو بذریعہ تحریر یا تقریر شایع کریں خصوصاً ایسی خبروں کو جو ایسے اشخاص کی مذمت و اہانت و بدگوئی و عیب جوئی پر مشتمل ہوں جن سے حسن ظنی کا امر وار دہو۔

جل جلالہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اے ایمان والو (اسمیں مسلمان اُدیٹر بھی داخل ہیں خصوصاً جو مولوی ہوں) اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (جسکی صداقت تمکو ثابت نہیں) کوئی خبر لاوے تو تم اسکی تحقیق کر لو ایسا نہو کہ اسکے کہنے سے کسی قوم (کی جان و مال) پر نادانی سے جا پڑو۔ پھر پچھتانے لگو

یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔
(الحجرات ع ۱)

نزل فی الولید بن عقبہ وقد بعثہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بنی المصطلق مصدقا فخافھم لترۃ بینہ وبینھم فی الجاھلیۃ فرجع وقال انھم منعوا الصدقۃ وھموا بقتلہ فھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغزوھم فجاؤا منکرین ما قالہ عنھم (جلالین)

یہ آیت باتفاق جمہور مفسرین ولید بن عقبہ کی شان میں نازل ہوئی ہے جب وہ بنی مصطلق (قوم) میں تحصیل زکوۃ کے لئے گیا تھا اور اس قوم کے استقبال کو بقصد قتال سمجھکر واپس آیا اور آنحضرت سے کہدیا کہ وہ لوگ میرے مارنے کو آئے تھے اسکو خدا تعالی کا فاسق کہنا (باوجودیکہ وہ صحابی تھا) اسی نظر سے ہے

والاستعجال الی الامر من غیر تثبت کما جعله هذا الصحابی الجلیل لکنه مؤول مجتهد الخ (جمل)

عن حفص بن عاصم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع وقال عمر بن الخطاب رض بحسب المؤمن الکذب ان یحدث بکل ما سمع وعن ابن وهب قال قال انی مالک انه لا یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما وهو یحدث بکل ما سمع (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۸ و ۹)

کہ بلا تحقیق و تثبت کسی بات کو نقل کرنا فسق کا کام ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کو جھوٹا بننے کے لئے یہی کافی و بس ہے کہ ہر ایک سُنی سنائی بات کو نقل کر دیا کرے (یعنی یہہ تحقیق نکرے کہ اسکا ناقل سچا ہے یا جھوٹا) ایسا ہی حضرت عمر فاروق رض وغیرہ اکابر صحابہ سے مروی ہے اور امام مالک رح کا قول ہے کہ جو شخص ہر ایک سُنی سنائی بات نقل کر دیتا ہے وہ جھوٹ سے بچ نہین سکتا اور وہ کبھی اقتدا (و پیروی) کے لائق نہین ہوتا۔

اور جن آیات و احادیث مین اُن جزون کی نقل و اشاعت کی ممانعت وارد ہی جو اشخاص محل حُسن ظنی کی مذمت مین وارد ہین وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین بصفحہ ۹ منقول ہو چکی ہین۔

ایسا ہی کتب فقہ و اصول مین مجہول الحال کی خبر و روایت و شہادت کو نامعتبر ٹھہرایا گیا ہے ولیکن افسوس صد افسوس اکثر مسلمان اڈیٹرون خصوصًا مولوی صاحبون نے اس مسئلہ (یا اصول) قرآن و حدیث و فقہ و اصول کو پس پشت ڈال رکھا ہی اور نقل و روایت اخبار مین اُسی عام اصول پر (جو ہندو عیسائیون غیرہ مین بلا لحاظ مذہب مروج و دستور العمل ہے) انکا عمل ہے وہ جو بات کسی کارسپانڈنٹ یا مخبر سے سُنتے ہین (اسمین دین کی اسلام کی مسلمانون کی توہین ہی کیون نہ ہو) اسکو بلا تحقیق اس امر کے کہ اسکا ناقل صادق ہے یا کاذب اخبار مین درج کر لیتے ہین۔ اور جو بات کسی اخبار مین مندرج پاتے ہین

(کسی مسلمان کی تکفیر یا اہل اسلام کی تحقیر ہی پر مشتمل کیون نہو) بلا دریافت اِس امر کے
کہ وہ بات اِس اخبار مین کس شخص سے اخذ کی گئی ہے اپنی اخبار مین بہرتی کر لیتے ہین
طرفہ یہہ اگر کوئی مجہول الاسم نامعلوم الحال والرسم انکو کسی گمنام پرچہ کے ذریعہ سی کوئی
خبر بہیجدیتا ہے (اسمین بھی خواہ مسلمانون کی مسلمانون کے معابد وشعایر کی کیسی ہی توہین
ہو) تو اُسکے درج اخبار کرنے سے بہی ذرا تامل نہین کرتے -

انکی اِس روش پر کوئی معترض ہو تو وہ آیۃ حدیث فقہ اصول کیطرف مراجعت
فرماکر اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر منفعل اور اپنے قصور کے قایل اور اِس سی تائب نہین
ہوتے بلکہ قرآن وحدیث وفقہ واصول کے مقابلہ مین اُسی عام اصول مجوزہ ہنود وعیسائیون
کے دست آویز سے بے تکلّف فرماتے ہین کہ ہم تو ناقل ہین ہمارے ذمہ صرف تصحیح نقل ہے
ہمارے پاس اصل تحریر کارسپانڈنٹ یا مُخبر (معلوم الاسم ہو خواہ مجہول الحال) یا اخبار منقول
عنہ (خواہ وہ کسی مجہول الاسم ہی کی روایت ہو) موجود ہے ہمارے پاس فلان مقام
(مکہ مکرمہ وغیرہ) سے پمفلٹ محمولہ تحریر آیا ہے - اُسپر وہان کے ڈاکخانہ کی مُہر اور وہانکی
ریاست (انگریزی یا سلطانی) کے ٹکٹ ثبت ہین جسکو ہماری صداقت مین شک ہو
وہ ہمارے مطبع (کانپور یا دہلی وغیرہ) مین آکر اصل تحریر اور ٹکٹون اور مہرون کا ملاحظہ کرلی
اور اپنے مذہب اور کتب کی طرف مراجعت فرماکر یہ نہین سوچتے کہ اِن کے یہہ عذرات
بدتر از گناہ ہین انکو ان ٹکٹون اور مُہرون اور تحریرون پر اعتماد کب حلال ہی جبتک وہ
یہہ معلوم نہ کرلین کہ ان تحریرون کے مرسل ومحرر مسلمان ہین یا غیر - صادق القول یا فاسق
ودروغگو اِس طرفہ پر یہہ طُرّہ کہ غلطی ظاہر ہونے پر اس عام اصول کو بہی بالای طاق
رکہہ دیتے ہین اور اپنے اخبار مین اسکی تکذیب وتردید نہین چہاپتے - خواہ کیسی ہی پرزور
اور واجب التسلیم دلایل سے ان خبرون کا غلط وکذب ہونا ثابت ہوجائی -

اسکی تمثیلات مین اگر ہم علماء بمبئی کے سوالات یا مکہ مکرمہ مین اہلحدیث پر مواخذہ یا وہان کے

توبہ نامہ کے خبرون کو ذکر کرین تو شاید ہمارے ناظرین اسکو تعصب یا رینہ یا داستان دیرینہ سمجھکر ان کی طرف کم التفات کرین اور یہہ بھی احتمال ہے کہ اُن خبرون کو شائع کرنیوالے ان کے مخبرون اور ان کے پمفلٹ کے مرسلون کا دیندار صداقت شعار حاجی متقی مہاجر مجاہد ہونا ثابت کرنے لگین اور ان کے مخالف خبرون کے راویون کا نامعتبر ہونا بیان کرین - لہذا ہم اسمقام مین ایک ایسی تازہ مثال پیش کرتے ہین جس کے مقابلہ مین ان حضرات سے بجز اُمنا و صدقنا کچھہ بن نہ پڑے - اور ناظرین کو بھی بلا مزاحمت وہم و شبہا آفتاب نیمروز کیطرح یقین حاصل ہو کہ ہمارے دعوی مین سرمو مبالغہ نہین ہے - یہہ حضرات نقل اخبار و روایات مین ایسے ہی ہین جیسے شاعر السنہ مین بیان کئے گئے ہین

تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ مطبع اخبار نور الانوار کانپور مین جس کے ایڈیٹر بھی ماشاء اللہ ایک مولوی صاحب معلوم ہوتے ہین اور اُسکے مالک کو توسب کوئی جانتا ہی کہ وہ ایک بزرگ فرشتہ صورت حاج الحرمین الشریفین ہین) کسی گمنام کا ایک کارڈ چھپا ہے جسمین مکہ مکرمہ (زادہا اللہ تشریفاً و تکریماً) کو دار الحرب لکھا ہے اور اُسکے شریف کے حق مین ایسا ناشائستہ لفظ لکھا ہے جسکی لکھنے کو ان ہی حضرات کی قلم زیبا ہین ہماری قلم مین یہہ جرأت نہین) اور اُسکے آخر مین یہہ فقرہ درج ہے راقم ایک بندۂ خدا از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری -

حاجی الحرمین الشریفین یا اُن کے اڈیٹر مولوی صاحب نے (قرآن و حدیث و فقہ اصول سب کو بالائے طاق رکھکر) اس مجہول الاسم کی روایت و شہادت پر اعتماد کرکے نہ کسار کو اُسکا آمر و مرشد بنا ہی دیا اور اس کارڈ کو اپنے اخبار پیمبر ۳ جلد ۱۴ مطبوعہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۴ء مین درج کر ہی لیا - اور مجھی ان مقدس الفاظ سے کہ اب ہم اس گمنام اور ان کے مرشد مولوی محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچھتے ہین مخاطب فرماکر جو نہ کہنا تہا سو کہا اور اس لے دے مین دو کالم اخبار کو سیاہ کر ڈالا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اِن کے دوسرے بھائیون نے جب دیکھا کہ اِس کارڈ کو ایسے بزرگ باکمال نے نہ صرف نقل کیا بلکہ اِسکو سچا اور واقعی جانکر ایک شخص کو اِسکا قایل و مرشد ٹھہرا کر اِس سے دل کھولکر مقابدہ و مباحثہ کیا ہے تو یہہ خیال کرلیکہ اب اِسکی صداقت مین کیا شک رہگیا اور اِسکی تحقیق کا کونسا مرحلہ طے کرنا باقی رہا۔ لہذا اونہون نے بھی اِسکو اپنے اخبارون مین شوق سے شایع کیا اور ساتھ ہی نور الانوار کے لے دے کو لفظ بلفظ نقل کر دیا۔

وہ اخبار (نور الانوار) جس روز خاکسار کی نظر سے گذرا اُسی روز خاکسار نے ایک خط متضمن انکار و برأت از مضمون کارڈ بنام ایڈیٹر اخبار نور الانوار روانہ کیا اڈیٹر صاحب نے میرے اِس خط متضمن انکار کو (جو اِس جیسے مجہول کے کذب پر روشن اور طانیت بخش دلیل تہی) عرض قبول مین جگہہ نہ دی اور اِس خبر کی تکذیب نہ کی اور اِس عام اصول مجوزہ ایڈیٹرون کی بہی کچھہ پروا نہ کی بلکہ مجھہ پر ایک اور جرم کا الزام قایم کیا کہ ہمنے آپکو محرر کارڈ کا آمر و مرشد کب قرار دیا ہے پہر آپنے ہمکو آمر و مرشد قرار دینے والا کیون ٹھہرا دیا۔ پس جو تمہارا عذر و جواب ہے وہی ہماری طرف سے عذر و جواب ہے"۔

اِسکے جواب مین پہر خاکسار نے ایک نیاز نامہ اِس مضمون کا کہ "آپ اپنے اخبار کے سطرہ ۲ کالم ۲ صفحہ ۲۷ مین محرر کارڈ کا مرشد قرار دیدیا ہے۔ اِن کی خدمت مین ارسال کیا

† دیکہو کشف الاخبار رہی (جسکو نہ صرف اِس اڈیٹر کے علم و کمال کا نمونہ ہے بلکہ اِس کے ہمپایہ مذہون کے عالم باعمل ہونیکا بہی دعوی ہے) اِسکے نمبر ۱۲ جلد ۳ مین فرماتا ہی۔ عجیب و غریب رسالہ۔ صاحب نور الانوار کانپور ایک عجیب مراسلہ کی کیفیت لکہتے ہین۔ جو کہ گمنام و مجہول الاسم اور گمنام و مجہول پتہ سے آیا ہے۔ اِسکی بعد کارڈ مجہول الاسم اور گمنام کا جو خاکسار کو مخاطب کرکے نور الانوار نے دیا ہے لفظ بلفظ نقل کیا اور کم سے کم ایک اور مراسلہ اِس اخبار نے اِس کارڈ کی نقل و بیان ہین صاحب نور الانوار کی تقلید کی ہے۔ اِسکی اڈیٹر بہی باشا اللہ عالم و فاضل و مفتی ہین اِن لوگون کو نہ خدا کا خوف ہے نہ خلق کا شرم و مروت کا پاس ہے نہ دنیا مین کسی سے کچہہ تقاضہ مراعدہ کا ڈر ہے آتنا نہین سوچتے کہ جس خط کو ہم گمنام کہنے ہین کیا پتہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کا لکہا ہوا نہ ہو۔ کیا ایک پیسہ کا کارڈ لکہکر اِسکا حال پوچہہ سکتے ہین یا قسمان کہا سکتے ہین کہ ہمکو رسالہ و شہادت پر کسی مسلمان کا لکہا ہوا گواہی سے

تسپر بہی ابتک انہون نے ہمارے خط کو اپنی اخبار مین جگہہ نہین دی اور نہ جواب خط ثانی سے مجہکو عزت بخشی ہے - ہم اسمقام مین ان خطوط اور ان کے جواب کو ناظرین کیخدمت مین پیش کرتے ہین اور اسپر داد چاہتے ہین کہ ہم اپنے اس دعوی مین کہ اُن حضرات نے نقل اخبار و روایات مین قرآن کو حدیث کو فقہ کو اصول کو (بلکہ) اپنے مجوزہ اصول کو (بہی) پس پشت ڈال رکہا ہے - سچی ہین اور جو اسکے تمثیل مین (کارڈ مجہول الاسم کا اخبارون مین درج کرنا) ہمنے پیش کیا ہے وہ درست و صحیح ہے یا نہین صحیح ہو تو یہہ حضرات خود ہماری نصیحت کو قبول کرین - کسی راوی کی خبر کو بلا تحقیق اسکی صداقت کے نقل نہ کیا کرین بعد نقل اسکی غلطی ظاہر ہو جائے تو فوراً اسکی تکذیب و تردید کرین اور جو بات کسی اخبار سے نقل کرین اسکی تکذیب یا جواب اگر اسی اخبار مین شایع ہو تو اسکو ضرور درج اخبار کر لیا کرین یہہ حضرات اگر بحکم ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

ہماری نصیحت کی طرف توجہ نہ کرین تو ناظرین انکو سمجہا دین اور اس بے احتیاطی سے ہٹا دین -

نقل خط خاکسار بنام ایڈیٹر نور الانوار

کرمفرماے من ایڈیٹر اخبار نور الانوار کانپور

سلام علیک - آپنے جو اخبار نمبر ۳ جلد ۱۴ مطبوعہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۴ء مین کسی مجہول الاسم کا ایک خط متضمن توہین مکہ مکرمہ زادہا اللہ تشریفاً و تکریماً نقل کیا ہے اور اس مجہول الاسم کا آمر و مرشد خاکسار کو قرار دیا ہے کمال تعجب و افسوس کا محل ہے - اول تو اس بے ادبی کی جرأت پر افسوس و تعجب آتا ہے جس نے اس بقعہ پاک کی جو تمام زمین سے خدا کو پیارا ہے توہین کی - پہر آپکے اس توہین کے نقل کرنے پر - پھر مجہے اس توہین کا آمر و مرشد قرار دینے پر اس ظالم کو اسکے قول و بیان پر آپ جو چاہتے کہتے - مگر مجہول الاسم کے بیان (یا شہادت) کو اپنی

میرے حقمین کیون قبول کرلیا۔ بحکم آیت اذا جاءکم فاسق بنباء فتبینوا کا لحاظ فرماکر میرا حال وخیال مجہسے تو پوچہا ہوتا۔

جناب من مین تو اس مقدس بقعہ اور سبہی شعایر ومشاہد اسلام کی توہین کو کفر سمجہتا ہون اس ظالم بے ادب کو کیا کہون تہذیب مانع ہے۔ اور مین یہہ بہی یقین رکہتا ہون کہ یہہ اہلحدیث کا کام نہین یہہ انہین خیر خواہان اسلام کا کام ہے جو اہلحدیث کو کفریات کا الزام لگاکر عام اہل اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہین۔ گو اس تدبیر سے انکا اپنا اسلام بہی جاتا رہے چنانچہ اُن حضرات نے پہلے بہی ایسا کیا ہے۔ ایک خط جعلی منجانب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی بنام مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی اس مضمون کا کہ "تمہارے فلان اکابر دین ایسے ہین اور ہمارے فلان فلان علماء ایسے" تحریر کیا اور بسبیل ڈاک اُن کے نام روانہ کیا اور وہان سے تمام اطراف ہندوستان وپنجاب مین مشتہر وشایع کیا جسکا جواب اہلحدیث کیطرف سے بعنوان کلام سلیم شایع ہوا۔ یہ خط جسکو آپنے درج اخبار کیا ہے ہمارے نزدیک تو اسی جعلی خط کا ہمرنگ ہے آگے آپ جو چاہین خیال کرین ولیکن اس خاکسار کو اس خط مین شریک نہ کرین اور میرے اس رقعہ متضمن تبری وتحاشی کو اپنے اخبار مین جگہہ دین۔ الراقم ابو سعید محمد حسین لاہوری ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء

نقل جواب اڈیٹر اخبار نور الانوار

عنایت فرمائے مخلصان مولوی محمد حسین صاحب زاد لطفہ

بعد سلام مسنون عرض ہے۔ رقیمہ الوداد آیا حال مرقوم معلوم ہوا آپنے جو تحریر فرمایا ہے کہ اس مجہول الاسم کا آمر ومرشد اس خاکسار کو قرار دیا ہے تعجب وافسوس ہوا کہ اڈیٹر اخبار تو ناقل ہے اور ناقل کے ذمہ تصحیح نقل ہے فقط۔ اُسنے نقل خط بلفظہ لکہدی آپنے اُنکو قائل ومقرر تصور فرماکے بدون تحقیق واستفسار کیونکر الزام دیا۔ فالجواب الجواب والعذر العذر۔

راقم اڈیٹر اخبار نور الانوار۔

نقل جواب الجواب از طرف خاکسار

کرمفرمائے من - اڈیٹر اخبار نور الانوار

بعد سلام مسنون - کیون صاحب انصاف سی کہنا آپنے مجہی اسکا مرشد وامر قرار نہین دیا؟ اپنے اخبار کا کالم تین صفحہ ۲۷ سطر ۵ کا اخیر لفظ تو پڑہئے پہر فالجواب الجواب والعذر العذر کہنا کیونکر صحیح ہے - ہمنے تو آپکی کلام سے اپکو الزام دیا تہا آپنے کلام غیر مجہول الاسم سی کیون ہمپر الزام قایم کیا - اور ہم سے اصل حال نہ پوچہا - خیر آپ جانئے ہم بحث نہیں کرتے - آپ اسلام کے مسلمانون کے خیر خواہ ہون مکہ مکرمہ کی تعظیم کرنیوالے نہین یہہ بات اگر ہماری توہین وبدنامی مین منحصر ہے تو آپکو اختیار ہے مین پہر نصیحۃً کہتا ہون کہ آپ وہ جواب بعینہ چہاپ دین - ہان اگر وہ آپکے نزدیک اس اعتراض کا محل ہے تو اس کے ساتہہ وہ اعتراض بہی درج اخبار کرین ناظرین خود انصاف کرینگے -

مین پہر کہتا ہون آپ اصلاح کو کام مین لاوین مسلمانون مین تفرقہ نہ پڑہا دین پچہلے کئی ہوئے کو ہی سنبہالین -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

از لودہانہ یکم فروری ۱۸۸۴ء

سوال - یہہ دعوی تو تمہارا درست ہی اور وہ تمثیل بہی (جو تمنے پیش کی ہی) خوب پہبتی ہے جسمین ان اخبارون یا انکے اور ہمعصرون کا کوئی عذر وجواب ممکن نہین ہی مگر یہہ تحقیق واحتیاط اخبار کے اڈیٹرون سے کیونکر ہو سکتی ہے - اگر وہ ہر ایک چیز کی صداقت ڈہونڈنے لگین اور اسکی تحقیقات کرتے پہرین تو ہفتہ وار اخبار کیونکر نکالین اور کہائین کہان سے؟ پس بجائے نصیحت تحقیق واحتیاط یہی کیون نہین کہدیتے کہ اخبار نویسی چہوڑ دین اور پریس بند کر دین -

جواب اڈیٹری اور اخبار نویسی اگر روٹی کمانیکے لئے ہی (خواہ جہوٹ کی اشاعت سی ہو) تو اس اڈیٹری

سے لوگری اٹھانا بہتر ہے۔ اور اگر اس سے ملک یا قوم کو نقصرسانی مدنظر ہے تو مفید ملک وقوم آرٹیکل لکھنا اڈیٹر کا بڑا بہاری فرض ہے اور اگر نئی خبر دن ہی سے لوگون کا دل خوش کرنا مدنظر ہے تو سچی خبرین (جنکی صداقت آنجناب تلقین معروف الصدق کی شہادت سے ثابت ہی) کیا کچھ کم ہین کہ انکو چھوڑکر اکاذیب و روایات مجاہیل کیطرف رجوع کرنا پڑے اور اگر یہ دعوی ہو کہ سچی خبرین جہان کم ہین۔ یارادی و مخبر دکا رسپانڈنٹ معروف الصدق کہین نہین ملتے تو ہمکو مجبور ہوکر کہنا پڑے گا کہ مسلمان اس ہیشہ زاڈیٹری واخبار نویسی کو یک لخت ترک کردین یہ نہ ہوسکے تو مین یہ کہ نہین سکتا کہ اس صورت مین مسلمان نہ کہلائین یہ ضرور کہون گا کہ پہر اڈیٹر ہوکر مولوی کہلانا تو چھوڑ دین۔ اس مقدس لقب کو تو بہ نہ لگادین۔ جب لوگ ان اخبارون کو (جنکی عدم صداقت انکے پیشہ ہی سے ظاہر ہوجاتی ہے) پڑہین گے اور کہین ان کے اول و آخر اُن کے اڈیٹر کے نام کے ساتھ لفظ مولوی صاحب کا ضمیمہ لگا ہوا دیکھ لین گے تو ضرور کہین گے کہ مولوی ایسے ہی ہوا کرتے ہین۔ اِس نظر سے گذارش ہوا ہی کہ وہ اِس خطاب کو بٹہ نہ لگادین۔

ایک اَور بہی نصیحت

ان حضرات (اڈیٹرز) سے جو صرف نام کے مولوی ہین (جیسے ہماری مہربان دوست اڈیٹر مشیر قیصر) وہ مسایل دین مین دخل نہ دیا کرین۔ اس فعل در معقولات کے لئے بہت سا علم درکار ہی۔ معمولی اڈیٹری کی لیاقت اِس دینی منصب کے لئے کافی و وافی نہین۔ ہمارے دوست انصاف سے ہمارے مضمون سٹرلیمنٹ اور اسلام مین مسئلہ خلافت ہی کو دیکھین یا اس سے پہلے مضمون مجدد کو مطالعہ مین لاوین پہر انصاف سے فرماوین کہ ان حضرات کا حوصلہ ہی کہ ان مسایل مہمہ کو اُٹھا دین۔ لہذا انکو مسایل کے سمجھنے سے سکوت ہی مناسب ہی اور اس رباعی پر عمل واجب۔ **رباعی** آنانکہ چشم بر گل تحقیق دانکند ۔ از ہرچہ فہم رنگ گہر دہا کنند
در سبحتی کہ غیب غمر غنی علاج چیست ۔ پر ہرزہ ہست کہ بیچون وچرا کنند۔

ایک اور بھی

جن حضرات کو اکثر نقلنویسی کی عادت ہے اور اپنی اخبار کی کالم نقل مضامین غیر سے پورا کرنیکی عادت وہی ہو وہ یہہ حاجت صرف خبرون کی نقل سے پورا کیا کرین۔

اُن مضامین کی نقل سے جنمین اہل اخبار وغیرہ ہمعصرون کی باہم بحث ہو رہی ہو قلم کو روکین جبتک کہ وہ بحث اختتام کو نہ پہنچی اور اگر وہ احد الفریقین کی تقریر قبل از جواب فریق ثانی نقل کرین تو اسکا جواب بھی جو فریق ثانی دے معرض نقل مین لاوین۔ یہہ بات اونکی فرض منصبی اور انصاف سے بعید ہے کہ ایک فریق کی تقریر کو نقل کرین اور دوسری فریق کی نقل تقریر سے چشم پوشی اور دریغ روا رکھین جیسا کہ ہمارے مہربان ایڈیٹر اخبار مظہر العجایب مدراس وغیرہ سے اکثر عمل مین آیا ہو آپنے متعدد مضامین شیر قیصر کو جنمین ہماری اونکی بحث ہو رہی ہو اپنے اخبار مین نقل کر دیا ہے اور ہمارے جوابات کو نقل نہین فرمایا

ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر تو اس وصف مین اپنا نظیر نہین رکھتے ایک فریق کی تقریر کو بپاس اونکے خریدار اخبار ہونے کے درج اخبار کرتے ہین۔ دوسرے فریق کی تقریر جو اوسکے جواب مین ہو اجرت (چھاپی) لیکر بھی نہین چھاپتے آپ نے ہمارے خط مندرجہ نمبر۲ جلد۶ اشاعۃ السنۃ متضمن انکار توہین امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری کی تقریر اپنے اخبار نمبر۲ جلد۸ مین شایع کی جب ہمنے اسکا جواب جو صرف چار ورق مین تھا چھاپنے کے لئے آپ کی خدمت مین بھیجا تو اوسکے چھاپنے سے آپ نے اخبار نمبر۲ جلد۸ مین ان الفاظ سے انکار کیا۔ "(خاکسار کو مراد رکھتے ہین) اس اخبار کو معاف رکھین اپنے رسالہ مین جو چاہین لکھا کرین۔ ان علیحدہ ضمیمہ ہم نکال سکتے ہین اگر اسکا صرف نقد داخل مطبع کرین چونکہ مولوی وکیل احمد صاحب کا ارادہ ہے کہ اسی طرح تعاقب کیا جاے اسواسطے علیحدہ ضمیمہ ہر ایک صاحب کا نہایت مناسب ہوگا" اسکے جواب مین ہمنے ایک رجسٹرڈ کارڈ جسکی رسید ہمارے پاس

ابتک موجود ہے۔ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آپ ہمارے جواب کو ضمیمہ اخبار مین شایع کرین اور اور اسکے صرف اجرت کا بل بنا کر ارسال فرماوین تو روپیہ فوراً روانہ ہوگا۔ اس پر بہی آپ نے ہماری اس جواب کو اپنے اخبار یا اوسکے ضمیمہ مین شایع نہ کیا اور نہ ہمکو اس کارڈ کا آجتک جواب دیا ہے باوجودیکہ اسکے بعد فریق مقابل (مولوی وکیل احمد صاحب) کی ایک طولانی تقریر کو (جو ہمارے مضمون ترقی معکوس کے مقابلہ مین ہے) آپنے اخبار کے متعدد پرچون (نمبر ۱۳ سے ۱۷ تک) مین شایع کیا ہے)۔

اور یہہ امر جیسا کہ اُنکی فرضی منصبی اور انصاف کے مخالف ہے ناظرین و معاصرین پر مخفی نہین ہے

ایک اور بہی

باہمی چہیڑ چہاڑ مین گورنمنٹ انگلشیہ کو جسکے ظل حمایت مین امن و آزادی کے ساتہہ اخبار شایع کر رہے ہین شامل نہ کر لیا کرین اور گورنمنٹ کی نسبت کوئی ایسا امر جو لوگون کو خیر خواہی و اطاعت گورنمنٹ سے انحراف کی ہدایت کرے یا گورنمنٹ پر سوء ظنی کا موجب ہو تحریر مین نہ لایا کرین۔ جیسا کہ ایڈیٹر مشیر قیصر لکہنو۔ اور ایڈیٹر دار السلطنۃ کلکتہ سے عمل مین آیا ہے اور اُسکی تشریح و تمثیل مضمون مکہ مکرمہ مین حفظ و امن اہلحدیث کی تجویز کہ پاپولر ہونا مین عنقریب آنی والی ہی۔ یہہ امر نہ صرف مذہب کے مخالف اور گناہ ہی بلکہ پولٹیکل اصول و اغراض سلطنت کی بہی مخالف ہے۔ ہماری عنایت فرما اگر اپنی اور اپنے اخبارون کی خیر چاہتے ہین تو ایسی مضامین سے بہی قلم کو روکین آیندہ اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ

گالیون کی بوچھاڑ اور اس پر ہزار روپیہ کا اشتہار

ع۔ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد

ہماری پرانی دوست مگر (نامہربان) ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر جب ہماری براہین ساطعہ عقلیہ اور ادلہ قاطعہ نقلیہ (جو ہماری مضامین مجدد۔ ترقی معکوس۔ مسلمانون کی افسوسناک حالت۔ جواب طعن تو ہین امام ابو حنیفہ رح سوالات علماء بمبئی سے گریز کرنیکا جواب۔ اہلحدیث پر مکہ مکرمہ مین واخذہ وغیرہ وغیرہ۔ مین ایک دریا کی طرح موج مار رہی

ایسی کی مانند پکار رہا ہے) کے جوابات سے ایسے عاجز ہیں کہ کم سے کم ایک ولیل و برہان کے جواب پر بھی قادر نہ ہو سکے تو بشہادت بیت سعدیؒ ؎ چو حجت نماند جفا جوے را - بہ پرخاش بر ہم نہد روے را بجائے ادلہ **سب وشتم** و طعن و استہزا سے مثبت و متمسک ہو گئے اور کئی پرچوں میں اپنے اظہار کے نہایت سخت و کرخت و ناسزا و نازیبا الفاظ ہماری نسبت قلم دین لائے - اس اثنا میں ہمنے آپ کو کئی دفعہ اس سخت کلامی سے روکا اور بجواب آپ کے طعن و استہزا کے یہ شعر پیش کیا ؎ بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی - جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا - اور کبھی کسی کریہ لفظ سے آپ کا خطاب نہ کیا بلکہ صاف لکھدیا کہ ہم ایڈیٹر مشیر قیصر کو دوست کہہ چکے ہیں پس بحکم ؎ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست جو کچھ وہ کہیں ہمارے سر انکھوں پر ہے - اور یہ بھی جتا دیا کہ اگر آپ سخت کلامی ترک نہ کرینگے تو لوگ آپ کو اس بیت شیخ سعدیؒ کا (جو اوپر منقول ہوا) مصداق ٹھہرائینگے - مگر چونکہ آپ کے پاس بجز سب وشتم و طعن و استہزا کوئی مادہ و سامان مقابلہ نہ تھا اور بقول اکبر ؎ آنانکہ چشم ہر گل تحقیق وا کنند - (تا آخر رباعی جو صفحہ (۵۶) میں منقول ہوئی) سکوت اختیار کرنے کو آپ نے اپنے مناسب حال نہ سمجھا اسلئے آپ نے اس میدان سب وشتم کو اور فراخ کیا اور بہت سا میگزین (بارود و گولہ) سب وشتم کا تیار کر کے اور انجملہ ایک **ڈزن** (درجن) کا فیر (اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری میں) کر دیا تیسرے بھی ہمنے کسی فیر (دشنام) کا جواب نہیں دیا (نمبر ۱۱ جلد ۶ - اشاعۃ السنۃ میں) صرف **اتنا جتا دیا** کہ آپنے ہمکو ایک ڈزن دشنام سے ممتاز فرمایا ہے اسکے **جواب** میں آپنے نمبر ۱۲ جلد ۸ مشیر قیصر میں ہمکو درد گو ٹھہرایا اور صاف فرمایا "ماشاء اللہ دروغ گو یم بروئی تو - اور اس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے ہم دعوی کرتے ہیں کہ اگر لاہوری صاحب ایک دشنام بھی ہمارے پرچہ میں نکالدیں تو ہم ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں" - اور **طرفہ** یہ کہ **اسی پرچہ** میں اور اسی مضمون میں جسمیں آپنے یہ فقرات لطیفہ فرمائے ہیں **ایک ڈزن** سی بڑھکر اور گالیوں کی بھرمار کی اور صرف یہ دلاوست زدو کہ کبک چنانچہ دارد - کی تمثیل کر دکھائی ہے - جیسے ہمکو امید پڑتی ہے کہ ایک ہزار روپیہ ہمکو اس مضمون میں گالیوں کی نشان دہی پر ہی ملیگا - **اس امید اور طمع** سے اور کچھ آپ کی زبان منبعی کی نظر سے آپکی تحریرات میں ان دو ڈزن گالیوں کی نشان دہی کرتے ہیں - مگر یہ **طمع ذاتی غرض** کے لئے نہیں ہے - اس میں ہی قومی ہمدردی مدنظر ہے - اس دو ہزار روپیہ سے ایک ہزار روپیہ

(جسکا آپ ہمکو وعدہ دے چکے ہین) تو ہم علیگڈھ کالج کی مدد کرتے ہین اور ایک ہزار روپیہ بھی ہم قیاساً طمع کر بیٹھے ہین مدرسہ عربی دیوبند کی نذر کرچکے ہین - آن لوگون کو ہماری طرف سے اطمینان حاصل ہو (اگر اخبار شیر قیصر سے گالیون کا ثبوت نکل آوے) کہ عدالت مین نالش کرکے ان سے روپیہ وصول کرین -

فہرست الفاظ سب وشتم مندرجہ نمبر ۲ جلد ۸ شیر قیصر

مطبوعہ ۸- جنوری سنہ ۱۸۸۴ ع

نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب	نمبر	صفحہ	کالم	سطر	لفظ سب
۱	۲	۱	۱۵	لچہ گفتگو	۷	۳	۱	۱۶	گمراہ
۲	″	″	۱۶	خلاف دیانت	۸	″	۲	۳	(۱) اسپر تہمت کفر (۲) لگا ہوا
۳	″	۲	۱۰	ہٹ دہرمی	۹	″	″	۰	
۴	″	″	۲۵	آپ کو انصاف وایمانداری کو دیکھو اور جس سے انصافی	۱۰	″	۳	۲۷	جاہل
					۱۱	۴	۱	۱۲	بیہودہ سری
				بد بیانی مراد ہے-	۱۲	″	۲	۲۵	شرارت
۵	۳	۱	۱۵	فی قلبہم مرض فزادہم اللہ مرضا-	۱۳	″	″	۳۱	شر
۶	″	″	۱۲	لا مذہبی	۱۴	″	حاشیہ	۲	(۱) کفر و بیہودگی (۲)
					۱۵	″	″	″	

فہرست الفاظ مشتمل مندرجہ نمبر ۳ جلد ۸ مشیر قیصر مطبوعہ ۲۵- مارچ سنہ ۱۸۸۴ ع

۱	۲	۱	۱۷	لا مذہبی	۹	۳	۲	۴	مفسد ہونا
۲	″	۳	۹	(۱) نفسانیت و (۲) بد ہمری	۱۰	″	″	۲۱	خرافات
۳	″	″	″		۱۱	″	۳	۲۱	جھوٹ
۴	″	″	۱۲	ایضاً	۱۲	″	″	۲۵	ہفوات
۶	۳	۱	۵	شامت اعمال	۱۳	″	″	۳۰	لعنۃ اللہ علی الکاذبین
۷	″	″	۶	کفر بہپا ہوتے					
۸	″	″	۱۴	روسیاہی					

† یہہ بعینہ لفظ آپکے ہین- جو آپ کی اخبار مین موجود ہین جنکو شک و اشتباہ ہو وہ اس اخبار کا نمبر ۲ جلد ۸

نوٹ جب آپ نمبر ۲ جلد ۸ مین دل کھولکر یہ سب سنا چکے تو کیونکر راضی ہوا اور اخبار انصاف خریداروں کی آسانی کے لئے بند کر دیا

اور دھومی کے بچہ مین قوت شاعرانہ البتہ نمبر ۱ جلد ۱ پایا ہے چنانچہ سوا اور پیچھے جو الفاظ سب وشتم لکھا ہے اسی کی فہرست دین اور اسپر کوئی انعام پاوین- اور اخبار انصاف کسی ایک لفظ کا ہو- ورنہ بھی نکال دین تو آپ انعام پانیکے مستحق ہو چکے پھر نہو سکے تو اس انتہا سے بالا دین اور اپنے دل مین خود ہی انصاف فرماوین -

خاکسار سے منگا کر دیکھ لیں۔ اب رہا یہ فیصلہ کہ یہ الفاظ کفر یا ان میں سے خصوصاً پہلا نمبر دشنام کی لفظ دشنام ہے یا نہیں سو اسکی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم بایں آپکی راہ کو مکفر و مخصف قرار دیتے ہیں اگر آپ ان الفاظ میں سے پارہ نمبر دو میں سے کسی ایک لفظ (جیسے کفر لکھا۔ یا گمراہ۔ یا شرارت یا کفر پھانکتے یا جاہل یا لعنت اللہ) کا بھی دشنام ہونا مانتے ہیں تو فیصلہ ہوا ہوا یا ہم اور آپ پر ایک ہزار یا دو ہزار روپیہ دینا واجب ہو گیا۔ اور ازیں سید احمد خان بہادر یا مولوی محمد یعقوب صاحب کو لینے کا حق پیدا ہوا۔ اور اگر آپ ان الفاظ سے ایک لفظ کو بھی دشنام نہیں جانتے تو ہمکو اپنے حق میں ان الفاظ (بچہ ہٹ دھرم۔ بد دیانت۔ کفر بکنے والا۔ جاہل۔ شریر۔ کافر ملانیت وہابی۔ کفر پھانکنے والا۔ روسیاہ مفسد۔ خرف۔ بیہودہ۔ ملعون وغیرہ کے استعمال کرنیکی اجازت دینی تب ہم مان لینگے کہ آپ ان الفاظ کو دشنام نہیں جانتے۔ اور پھر خود بھی آپ کے حق میں یہ الفاظ بلکہ بحکم فلا بعشر امثالہا اس سے وہ چند استعمال کرینگے۔ بالفعل ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور تواضع اور عادت کو چھوڑ نہیں سکتے اور اگر آپ ان الفاظ کو اپنے حق میں دشنام قرار دیں۔ اور ان کی نسبت اونکے استعمال کو دشنام سمجھیں تو فیصلہ کرنیکا ایسا صاف ہے۔ اسکا فیصلہ بھی ہم آپ ہی کے سپرد کرتے ہیں۔

دوسری صورت فیصلہ جو آپ پر ہزار روپیہ کا دعوی کرنے والوں کا دستور العمل ہی ہے یہ ہو کہ بشہادت شریعت یا عرف یا قانون جسکو آپ اپنا مستند سمجھیں عدالتین ان الفاظ کی تحقیقات ہو جاوے پس اگر ازروئے تحقیقات عدالت یہ الفاظ دشنام قرار پائیں تو آپ ہزار یا دو ہزار روپیہ ادا کریں ورنہ ہم اور ہمارے مختار اپنے دعوی سے دست بردار ہو جاوینگے۔ یہ ہے تو آپکے اشتہار کا جواب ہے۔ اب ایک دو برادرانہ دوستانہ نصیحتیں بھی کرون سے اگر قبول افتد زہے شرف و شرف۔ (۱) اگر آپ پہلی صورت فیصلہ میں حق ثانی (ان الفاظ کا دشنام نہ ہونا) اختیار کرنا چاہیں تو پہلے اپنا اخبار گہر باری نمبر ۱ جلد ۸ مطبوعہ ۱۵ اپریل کو ایک دفعہ ملاحظہ فرما کر یہ سوچ لیں کہ ان الفاظ اخبار میں بہ نسبت آپکے گالیاں قرار دیا ہے اور اونکے سبب اسکے ایڈیٹر کو تہذیب و شرافت سے علیحدہ کیا ہے وہ الفاظ آپکے الفاظ مندرجہ نہرست سے کچھ بڑھکر ہیں و کیونکر بصورت مساوات کلی الفاظ مندرجہ اس اخبار کے ان الفاظ کو گالیاں قرار دینا اور اپنے الفاظ کو جو ان الفاظ سے بڑھکر نکلیں گالیاں نہ کہنا آپ خیال کر سکتے ہیں ایسا امر ہو اور لوگ اسپر اسکو کیا کہینگے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ (۲) آئندہ کو کسی اول تو آپکو یہ مناسب ہے کہ آپ ہمسے مطلق قیل و قال و بحث و جدال نہ کریں (یہ جس فن (آیہ میری اخبار) کے اہل ہیں اسمیں مصروف ہیں مسائل دین میں دخل دینا ہرگز ہرگز آپکا کام نہیں اور خالص مسائل مندرجہ اشاعۃ السنۃ کا مقابلہ تو بڑی بڑی ہضلاء وقت سے نہیں ہو سکا۔ آپ اسکی جلد اول (دیم دسیم کرکے

* اس خط کی اصل عبارت جس میں کچھ تا قبہ نقل ہوگی

للا عظہ فرماویں تو آپ کو اس دعوی کی تصدیق ہو۔ اور اگر آپ اپنے اخبار کی رونق اور اپنے گرد و پیش کی تو جیہ آسمین منحصر سمجھتے ہیں کہ ہمارے مقابلین کو چند کچھ اگر علم سے کتاب ہے دلایل سے اسکو مسدس لگائیں ہنو۔ کوئی ہیں تو آپ اپنی زبان کو بدگوئی و دشنام دہی سے روکیں اور یہ ہم یقین کہ کیا گالیان دینا آپ سے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ دہلی اور لکھنؤ کی سی باموادہ اور تنگ بندی نہیں تو کیا بامحاورہ اور برجستہ بھی چاہیں کوئی نہیں سکتا اور **تیلی بتیلی تیری سر پر کہو لو جیسے** بے تکون سے کام نہیں چل سکتا۔

ہم اپنی وضع اور عادت قدیم کی پابندی سے کچھ نہ بولینگے تو کیا ہمارا کوئی دوست دہلی یا لکھنو والا یا کوئی پنجابی ہی ہمدرد لا بہالا آپکی خبر نہ لیگا اور آپ کو ساکت نہ کردیگا جیسا کہ آپ پہلے بہت لوگون سے ساکت ہو چکے ہین ؎ بہتر ہے کہ آپ اس حقیقت بیگانہ پر توجہ کریں کہ مومن کو چاہیے کہ اچھی بات کہو یا چپ رہے۔ پیغمبر صاحب

مرکان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت (مشکوۃ) | ہماری بحث و خطاب و مساکت ہونے یا بولنے تو کہنے اچھا بولین۔ اور اگر آپ کو پرہ و میا ہی ایسے دوزد

دشنام کا فیز کیا تو پھر آئندہ مین آپ دیکھینگے آپ کو اگلا کیسا بدلہ کیسا ملتا ہے۔ اور سچ۔ کاوخ انداز پارسائی ساکت پر کیسا عمل ہوتا ہے۔ بدلہ لینے والے تیار اور نظام الدین اولیاء جھنجی اور عرف جھاڑت کے منظر ہین۔ اب ہم آپکی

اخبار نمبر ۱۶ جلد ۲ مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۸۷۸ء آپ کی اس کلام ہدایت نظام کو جو دیباچہ اخبار میرٹھ کے جواب مین فرمایا ہے نقل کرتے ہین شاید آپ اس کلام کے محافظ سے جامہ دران قیصتان پر چل گرین۔ اب اوس پر چہ مین بیت۔ بوم گفتی و طوطی سند م۔ الخ جسکو ہم بمقابلہ آپکے سخن سنجہ اون کی پیش کر چکے ہین نقل کرکے فرماتے ہین جو

اشارہ و اخبار زور و ظلم اور زور تقریر سے کمال طلاقت لسانی و خوش بیانی حریف کو ساکت کر دینا تو البتہ ایک امر دری کی بات ہے ایسا شخص جس قدر ناز کرے مزیبا ہے لیکن جو لوگ محض گالیان دیکر اور پھکڑ کر کیا تھتہین لگا کر خصم کو خاموش کرنا چاہین تو یہ کوئی خوبی کی بات نہین ہے۔ اکثر مذہب اول تو یون ہی ایسے لوگون سے نہین بولتے اگر کوئی خواہ مخواہ اور لچھہ پڑے تو چہا شک مناسب ہے اور سیقدر تہذیب کے ساتھہ کہدیا جاتا ہے کسی کو برا کہنے یا گالیان دینا شریفون کا کام نہین مگر آجکل کے بعض شریف زادے اسی عیب کو ہنر سمجھتے ہین کہ جسطرح ہو مقابل کو ساکت کیا جائے۔ چاہے مہذب طور پر ہو یا نامہذب طور پر۔ راستی کے ساتھہ ہو یا نارا ستی کے ساتھہ۔ فی الحال ہمکو بعض صاحبون کی حق پسندی کا خوب امتحان ہوا کہ بلاوجہ ہی ناصوری کی واسطہ لوگون کو گالیان دی ہین اگر اسپر کوئی سچا دوست اونکو عام طور پر یہی نصیحت کرتا ہے تو اسکو بھی صلواتین سنانا شروع فرماتے ہین۔ خیر صاحب خدا تمہارا بھلا کرے لیکن تمام لکھنے والون کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی اونکو درشت الفاظ سے یاد کرے تو اونکو بھی اوسکو ویسا ہی جواب دینا لازم ہوتا ہے جبکہ ایک شخص صد تہذیب سے نہین گزرا تو کیا وجہ کہ اوسکے ساتھہ علیم الاخلاق

مکہ مکرمہ مین حفظ امن اہلحدیث کی تجویز کا پاپولر ہونا

(لایق توجہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ رپورٹر)

(ہمارا اصلی مقصد اتفاق ہی پس جو اس اتفاق کا مانع ہو اس سے مخالفت عین اتفاق کی حمایت ہے)

اہلحدیث کے حفظ وامن کی تجویز جو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۹ مین بصفحہ (۳۳۶) درج ہو کر شایع ہوئی تھی وہ پاپولر اور عام رائے ہو گئی ہے۔

عوام وخاص و علما و اعیان گروہ اہلحدیث نے (جنہین بعض نواب و امرا بھی شامل ہین) اس تجویز کو پسند کر لیا ہی اور بذریعہ خاص خاص مراسلات اپنی توافق رائے پر ہمکو مطلع کیا ہے بلکہ اس گروہ کے ارکان و اکابر اس فکر و تجویز مین ہین کہ اس تجویز کی منظوری کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا یا سکرٹری آف سٹیٹ سے درخواست کرین۔

رہے اُن کے فروع[1] مذہب مین مخالفین اور اہل اخبار مکہ چین جن سب کے پاس اشاعۃ السنہ نمبر ۱ و ۱۱ کی کاپیان بھیجی گئی تھین) تو بھی اس تجویز کی مخالفت اور مکہ چینی سے ساکت ہین جس سے ہم بحکم الخاموشی نیم رضا۔ اور السکوت فی معرض البیان یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ وہ لوگ بھی اس تجویز سے ناخوش نہین اور اسمین سلطنت روم یا کسی اور مسلمان کا کوئی خرچ و نقصان نہین سمجھتے

مکہ چین اخباریون سے ہمارے علم مین صرف دو شخص ایسے ہین جنکو اس تجویز سے اتفاق نہین ہی۔ ایک ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر کلکتہ (۲) ایڈیٹر اخبار دار السلطنت کلکتہ۔ سو بھی اس تجویز مین کوئی پولیٹکل وجہ نا اتفاقی (جسکا گورنمنٹ پر کوئی اثر مضر ظاہر ہو) بیان نہین کرتے صرف مذہبی (اور وہ بھی اپنا ذاتی) بخار و غبار نکالتے ہین۔

ایڈیٹر اخبار مشیر قیصر اپنے اخبار نمبر ۱۳ جلد ۸ مطبوعہ ۱۵ اپریل مین سرگروہ اہلحدیث سو فانی

---

[1] لفظ فروع مین یہ اشارہ ہے کہ اصول مذہب مین یہ سب ایک ہین صرف بعض رفعات (جیسے رفعیدین و آمین بالجہر وغیرہ) مین انکا انکا اختلاف ہی۔

سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کا غدر ۵۷ء مین شریک نہ ہونا اور اسکو معصیت و بغاوت اور عہد شکنی و بے ایمانی قرار دینا - اور اس عین طوفان بے تمیزی مین ایک لیڈی زوجہ مسٹر لیسن کی جان بچانا بحوالہ اشاعۃ السنہ بیان کرکے فرماتے ہین کہ "ہم خوب جانتے ہین کہ آپ خیر خواہ سرکار نصاریٰ† نہین" - اور تمنے مولوی رحمت اللہ صاحب و فلان حاجی صاحب (مفسدین و باغیان مفسدہ ۵۷ء کو مراد رکہتے ہین) کی مخبری کی ہے - اور سلطان روم کی تحقیر و توہین کی ہے"

اور اڈیٹر دار السلطنۃ کلکتہ اپنے پرچہ نمبر ۲۴ جلد ۴ مطبوعہ ۲۹ مارچ ۸۴ء مین فرماتے ہین یہہ بہی گورنمنٹ کی بڑی خوش اقبالی ہے کہ مسلمانون مین خاطر خواہ نفاق پہیلایا جا رہا ہے اسی نفاق کا باعث تہا جو ہندوستان ہاتہہ سے گیا - شاید اس جملہ پر بہی اب گورنمنٹ کو رجوع کرینگے - سو کیجئے کچہہ اندیشہ نہین گورنمنٹ خود مقر ہے کہ انمین نفاق نہوتا تو یہ ملک ہاتہہ نہ آتا - اور بڑی خیر خواہی آپکی یہہ ہے کہ آپنے ۵۷ء کے جہاد کا نقشہ اتار کر از سر نو گورنمنٹ کو دکہانا چاہا - بہلا ایسی خیر خواہی اور مخبری مین بہی آپ سرفراز نہونگے تو اور کونسی کارروائی اس سے بڑہکر ہوگی - ان دونو مخالفین نکتہ چین نے جو مخالفت ظاہر کی ہے اسکی نسبت گورنمنٹ یقین کرسکتی ہے کہ وہ کسی پولٹیکل وجہ پر (جو بحق گورنمنٹ مضر ہو) مبنی نہین ہے - بلکہ ان مخالفین نے تو اپنے زعم مین اس تجویز کو صرف گورنمنٹ کی خیر خواہی اور خوش اقبالی قرار دیدیا ہے - لہذا ہم گورنمنٹ کو یقین دلانے کا استحقاق رکہتے ہین کہ یہ تجویز اب موافقین و مخالفین کے نزدیک یوسفل اور پاپولر ہو چکی ہے اب گورنمنٹ از راہ دور اندیشی اسکیطرف ضرور توجہ کرے اور سلطنت روم سے اسباب مین خط و کتابت کرے خصوصاً اس حالتمین کہ اعیان گروہ اہلحدیث کی جانب سے اس استدعا کی متضمن درخواست پیش ہو -

صاحب گورنمنٹ سے رپورٹر سے امید ہے کہ وہ اس مضمون کو اچہی تفصیل سے گورنمنٹ کے گوش گذار کرینگے

یہہ تو اس مضمون کا اصل مدعا بیان ہوا - اب ان حضرات نکتہ چین کی نکتہ چینی پر رائے زنی کی جاتی ہے کہ وہ بہی توجہ گورنمنٹ کے لائق ہے - مگر پہلے اپنے معاصرین (خصوصاً اپنے ہموطن دوست اڈیٹر اخبار

† لفظ سرکار متن مین ہے اور نصاریٰ حاشیہ مین - بعلامت ن نسخہ

(112)

رفیق ہندی جنہوں نے اپنی برجہ ۲۶- اپریل میں اہل اختلاف کی باہمی نا چاقی پر افسوس کیا ہے اور ایڈیٹر اخبار شیر قیصر کی اخبار میرٹھ کو باغی قرار دینے پر انکو (مصرعہ) این کار از تو آید و مرداں چنین کنند کا مصداق ٹھہرایا ہے سے معافی مانگتے ہیں اور اسمیں اپنا یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ لوگ ہمکو مسلم کہلا کر مخبر و مفسد قرار دیتے ہیں پس اگر ہم اسکے جواب میں کچھ نہ بولیں تو کیا اپنے مخبر و مفسد ہونا خاموشی تسلیم کرلیں - اسکے بعد گذارش پردازہیں کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب وغیرہ اہلحدیث کو مفسد و باغی کو بغاوت قرار دینے اور اسمیں خود شریک نہ ہونے اور ایک لیڈی کی جان بچانے کو اڈیٹر شیر قیصر کا خیر خواہ لفساری قرار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ایسے کام نہیں اور ایسے موقعوں پر گورنمنٹ کی خیر خواہی مذہب لفساری کی خیر خواہی قائم ہے جو اسلام کے مخالف اور ناجائز امر ہے - اور اگر وہ اس کلام سے یہ معنی مراد نہ رکھتے اور غدر ۵۷ء میں شریک ہونے اور اسکو بغاوت و معصیت قرار دینے اور اس لیڈی کی جان بچانیکو وہ جائز طور پر سرکار کی خیر خواہی سمجھتے تو لفظ لفساری جو گورنمنٹ کا مذہبی ایڈیس ہے اسمیں وقعہ پیدا نہ ہوتا - اور اس معنی کر رہیہ کلام گورنمنٹ سے عداوت اور ملک کو بغاوت کی ہدایت اور مذہب اسلام سے مخالفت نہیں تو کیا ہے اور اسپر انکا بمقابلہ اخبار میرٹھ اپنے اخبار مطبوعہ ۱۵- اپریل میں یہ دعوی کرنا کہ لکھنؤ میں ایسا کوئی اخبار نہیں جسکو گورنمنٹ اگر بڑی سے دلی عداوت ہو کب زیبا ہے - اور خود مدعی اسلام ہونا اور خیر خواہ ان گورنمنٹ کو مخالف اسلام قرار دینا کیونکر روا ہے -

اپکو اگر سند جہاد یا غدر ۵۷ء یا غیر خواہی گورنمنٹ لفساری (جسکی ظل حمایت و رعایت میں مسلمان پاٹن آباد دہن) کی نسبت حکم اسلام سے ناواقفی ہے تو آپ شاطۃ السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ کو اور اُن فتووں کو جنکا اس صفحہ کے نوٹ میں ذکر ہے ملاحظہ فرمائیں - اور اگر آپ ان احکام اسلام سے واقف ہو کر اُن پر یقین نہیں کہتے تو پھر اگر حلال نہیں ہے کہ ایک دم عملداری اس گورنمنٹ میں جسکو لفساری سے تعبیر کرتے ہیں اوقات بسر کریں - بلکہ آپکے خیال کے رو سے آپ پر فرض ہے کہ اس دار الحرب سے ہجرت کر کے معہ پریس و مکان تشریف لیجاویں جہاں آپ کے مہاجر مولوی رحمت اللہ (مفسد و باغی ۵۷ء) تشریف لیگئے ہیں وہاں پہنچکر اسی اخبار شیر قیصر کے ذریعہ سے جو می میں آوے بغاوتیں یا باتیں پھیلا دیں -

آپکا یہ فرمانا کہ تمنی مولوی رحمت اللہ وغیرہ باغیان ۵۷ء کی مخبری کی - اسکا جواب ہم ٹیٹل پیج اشاعۃ السنہ نمبر ۱ مین دیچکی ہین پہر اس اعتراض کا اعادہ فتوت تو نہین ہے اور اگر آپنے یہ سمجہ لیا تہا کہ اشاعۃ السنہ کو ہماری ناظرین اخبار کہان دیکہتی ہونگی تو یہ اور بہی شرم کی بات ہی جو چیز چہپ کر مشتہر ہو جاوی وہ کہین چہپی رہسکتی ہی لیجیے ہم پہر وہی جواب عرض کرتے ہین - اشاعۃ السنہ نمبر ۱ کے ٹیٹل پیج کی معروضات کی دفعہ ۴ مین ہمنی کہا ہی ان رسایل مین بعض مسلمانون کی واقعی حالات مخالف گورنمنٹ کا بیان ہوا ہی اس سے بہی اپنی ہی ضرر کی مدافعت مدنظر ہی جو شخص اسکو مسلمانون کی ضرر رسانی سمجہی یا مخبری قرار دی وہ پہلی اکمل الاخبار دہلی نمبر ۴۶ جلد ۱۸ - اور مشیر قیصر نمبر ۲ جلد ۸ اور رسالہ انتظام المساجد اور رسالہ جامع الشواہد زرد رو ملاحظہ فرماکر انصاف سی دیکہی کہ پہلی کس نے مسلمانون کو باغی اور مفسد اور گورنمنٹ کا بدخواہ اور واجب القتل کہا ہی اور یہہ مخبری کس سی سرزد ہوئی ہی پہر جو کہنا ہو سو کہے اب اگر اسکی آپ تفصیل لوگون کو سنانی چاہتی ہین تو ہمکو اس سی بہی دریغ نہین آپنی اخبار نمبر ۲ جلد ۸ مین اہلحدیث کی نسبت فرمایا ہی کہ وہ گورنمنٹ کی باب مین کچہہ اور ہی ارادہ رکہتی ہین اور اسکی حاشیہ مین کہا ہی جیسا کہ حکام کو وقتاً فوقتاً دریافت ہوا ہی اور اکمل الاخبار کی نمبر ۴۶ جلد ۱۸ مین اہلحدیث کی نسبت کہا ہی کہ ہندوستان مین ان مٹہی بہر مفسد اور باغیون کے کہنی سی (گورنمنٹ) پانچ کروڑ مسلمانون کو باہر کردی اور رسالہ جامع الشواہد اور انتظام المساجد کی عبارتین نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۹۱ و ۲۹۲ منقول ہو چکی ہین - اب فرمائیے مسلمانون کی مخبری کس نے کی - آپ اگر اس جرم سی بری ہین اور جو کچہہ ہمنے آپ کی اخبار یا اکمل الاخبار دہلی سی نقل کیا ہے غلط نقل کیا ہی - تو آپ پہلی مخبرون اور جہوٹون پر لعنت کہین اور ہم اسپر بیش باد اور آمین بالجہر کہنے کو حاضر ہین -

یہی اڈیٹر دار السلطنۃ کلکتہ کی دعوی مخبری کا جواب ہی اور جو اس نے اور سخت کلامیان کی ہین اسکا ہم کچہہ جواب نہین دیتی - ہم سے پہلی ایک ثالث ہم عصر ایڈیٹر اخبار کوہ نور لاہور نے جو اسکا جواب دیا ہی اسکو ناظرین کی انصاف کی امید سی نقل کر دیتے ہین - آپ فرماتے ہین

اتنی زیادتی بہی نہ چاہیے

۲۹- مارچ کے اخبار دار السلطنۃ کلکتہ نے کچھہ اوپر تین کالم **مولوی محمد حسین** لاہوری کے عنوان سے لکھکر **جتایا ہے** کہ مولوی صاحب موصوف اہل اسلام مین فساد کی ترقی دینے والون بلکہ بانیان فساد مین **اول** نمبر ہین اور اُنکی اشاعت السنہ کو اشاعۃ النفاق کے نام سے نامزد کر کے بہت سی پر جوش بحث اُن کی اور اُن کے اوستاد مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کے مذہبی عقاید پر کی ہے جسپر یہہ دونو مقلد اور غیر مقلد بزرگوار آپ ہی بہگت لین گے - مگر ہماری اپنی گذارش تو نکتہ رس معاصرین سی صرف اسیقدر ہے جسکو پہلی بہی بمراتب التماس کر چکے ہین کہ جہانتک ممکن ہو کبہی **ذاتیات** سی بحث نہ کی جائے اور نہ وہ کسی اخبار کو (جبکہ وہ سب ہندو مسلمانون اور عیسائیون کے ساجہی کا مال ہونے سے محض ایک ملکی اخبار تسلیم کیا گیا ہے) مذہبی چہیڑ چہاڑ کا آلہ بنائین ایسی قضایا کسی لئے تو کچہہ وہی قومی رسالی یا خاص قسم کے اخبار موزون معلوم ہوتے ہین - جو مرحوم تہذیب الاخلاق یا نور افشان لدہیانہ یا گیور کہشائی بجواڑہ کیطرح اپنی اغراض کی اشاعت کے بعد اُنہی اغراض سی نامزد کر دئی ہون - ایک ملکی اخبار مین اور پہر وہ بہی اڈیٹوریل کے ذیل مین ایسی دور از مصلحت کج بحثیون کا درج کرنا وقایع نگاری کی پولیٹکل شریعت مین گناہ کبیرہ سے کم نہین ہی - جس سی ملکی اخبارون اور اصلاحون اور انتظامون یا اخلاقی ترقیات کی تدابیر کے عوض آپسمین شکر رنجی یا ایک دو ہم خیالون کی جی خوش کر دینے کے سوا کوئی نیک نتیجہ نکل نہین سکتا - ایک ایسا ناکارہ جوش جو کسی مہذب گروہ کی انسان سے لام کاف نکالنے مین ظاہر ہو صرف نفرت و کراہت ہی کی بنیادون کو مضبوط نہین کرتا - بلکہ (دور از حال دوستان) کبہی کبہی اُس سی انسان ایسا ریوڑی کے پہیر مین آجاتا ہے کہ توبہ ہی بہلی - دار السلطنت جیسی اخبار سی جسکا مقام اشاعت ایک واجب التعظیم دار الامارت ہندوستان کے لئے ہی بعید ہی کہ وہ کسی سے اولجہنا پسند کرے - بلکہ ہم تو اِس فن شریف کے چمنکدہ مین اپنی تمام ننّے پود سے اُنکی عمدہ تربیت اور نشو و نما

ہونے کے لئے یہی رفیقانہ صلاح دیتے ہین کہ وہ اپنی رفتار و گفتار مین سلامت روی اختیار کرین اور ہرچہ برخود مپسندی بر دیگران مپسند" کو اپنا دستور العمل بنائین - ورنہ کچہہ وہی پاجی - مخالف - چرکٹے - بد وضع - اوباش - لچے - لُقے - نالایق شہدہ مزاج وغیرہ وغیرہ کہنا نہین جانتے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب کاین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

ہم مطلق شوخی تحریر کے مانع و مزاحم نہین ہین بلکہ جب کسی امر کے نتیجہ کی برائی بہلائی کا فیصلہ کر کے شوخ قلمی کو مہذب پیرائے مین ظاہر کیا جاے تو ہم دل سی اس تحریر کو پسند کرتے ہین لیکن وہ سب الفاظ یا اُس قسم کے الفاظ جو ایک رفیق ہمعصر کے خیال کا نمونہ اور اُنکی ایک ہی مضمون سی ہمنے بطور مشتے نمونہ خروارے نقل کئے ہین بہت ہی نازیبا اور وقایع نگاری کے مسلک کے خلاف ہی - جسکا معیار یہی ہے کہ اگر وہ اپنے لئے انہین پسند نہین کر سکتے تو ضرور وہ سب کے نزدیک بہی ناپسندیدہ ہین جسکی اصلاح بہت ضروری ہے - اگر کسے ایسے ویسی مضمون کے لکہنے کے بعد اُسکی نظر ثانی کی بہی تکلیف گوارا کیجایا کرے اور ساتہہ ہی اتنا خیال بہی التزاماً ہوتا رہی کہ اُسوقت راقم مضمون اسکو نہین دیکہہ رہا ہے بلکہ کسی بڑے سے بڑے حریف یا نکتہ چین کی نظر اُسپر پڑ رہی ہے اور اس صورت مین جن الفاظ یا عبارات کی نسبت یہہ احتمال ہوتا ہو کہ حرفا کو اُنپر انگشت نمائی کا موقع ملیگا - اور پہر اُنکی حک و اصلاح بہی کر دی جائیگی تو ہمین امید نہین کہ پہر کبہی کوئی فی نکل سکے " (کوہ نور نمبر ۴۱ جلد ۳۶ مطبوعہ ۱۵ اپریل ۸۴ء) اِس جواب کے جواب یا آیندہ ہماری کسی بات کے جواب مین اڈیٹر دار السلطنت کلکتہ سخت کلامی سے پیش آوین گے تو ہم بہی جو کچہہ مناسب نظر آیا سنائینگے بالفعل باقتباس کلام اپنے ہمعصر اڈیٹر کوہ نور لاہور کے اتنا کہتے ہین کہ یہہ اخبار جس کے اڈیٹر کے ایسے خیال ہین دار السلطنت کلکتہ سے شایع ہونیکے لایق نہین ہے اسمین کلکتہ کے

(۱۱۶)

نام کو بٹہ لگتا ہے - یہہ دہلی ہی سے جہان کا اس کا مشتہر (یا پروپرائٹر) رہنے والہ ہے اور وہ قدیم سے فتنہ و فساد کا معدن و منبع ہے شایع ہونیکے لایق ہے - اور اگر اسکے اس قسم کے خیالات کہ "مسلمانون کا باہمی تفرقہ گورنمنٹ کی خوش اقبالی ہے اور گورنمنٹ اسبات کی خود مقر ہے" گورنمنٹ کے نزدیک پسندیدہ و خیر خواہانہ خیالات ہین تو اس اخبار کو اور ترقی دینی چاہئے - گورنمنٹ اسکے پریس کو لنڈن مین بلالے اور وہان سے یہ اخبار دار السلطنت لنڈن کے نام سے شایع ہوا کرے -

اخیر مین ہم اسبات پر افسوس اور حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہین کہ آیا اس قسم کے مضامین کو صاحب گورنمنٹ رپورٹر اور پولٹیکل عہدہ دار گورنمنٹ گورنمنٹ مین پیش نہین کرتے - یا پیش ہو کر معرض بحث و غور مین نہین آتے -

ہمارے فیاض و ہر دل عزیز و یسرائے لارڈ رین بالقابہ نے اخبارون کو آزادی تو دی ہے مگر ایسے مضامین کہ گورنمنٹ کی خیر خواہی نصاری کی خیر خواہی ہے اور گورنمنٹ مسلمانون کی باہمی تفرقہ کو اپنی خوش اقبالی سمجہتی ہے کیطرف بے التفاتی و کم توجہی ہرگز پالیسی گورنمنٹ کے موافق نہین ہے - یہ مضامین کبہی نہ کبہی برا اثر دکہائین گے مسلمانون کو خیر خواہی و اطاعت گورنمنٹ سے منحرف کر دینگے - آیندہ گورنمنٹ خود دانا ہے -

امور مملکت و ملک خسروان دانند
گدائی گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری کی تقریر پر نظر

ہماری مضمون ترقی معکوس مندرج نمبر ۷ جلد ۶ کے مقابلہ مین مولوی صاحب موصوف العنوان نے ایک تقریر تحریر فرمائی تہی جو اخبار مشیر قیصر نمبر ۵۱ جلد ۷ مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۸۳ء مین شایع ہوئی ہے اسکا جواب ہمنے ایک خط اسمی اڈیٹر مشیر قیصر مین ادا کیا تہا جو مشیر قیصر نمبر ۲ جلد ۸ مطبوعہ ۸ جنوری ۸۴ء اور اشاعۃ السنہ نمبر ۹ و ۱۱ جلد ۶ مین شایع ہوا ہی اس جواب کی جواب مین آپنے ایک اور تقریر تحریر فرمائی ہے جو مشیر قیصر جلد ۸ کے نمبر ۱۳ مین لغایت نمبر ۱۷ شایع ہوئی ہی۔

یہہ تقریر اس قابل نہ تہی کہ ہم اسکا جواب تحریر مین لاتے اور ایسی تقریر کے محرر کو مخاطب بناتے۔ ہم کیا کوئی بہی اہل علم صاحب تہذیب اس امر کو پسند نہین کرتا۔ کیونکہ یہہ تقریر اول سی آخر تک ۵ میانہ وغیر مہذبانہ طعن و تشنیعات و مجادلانہ الزامات سی مملو ہی اور داب مناظرہ کے مخالف۔ اور علم و انصاف سی معطل۔ پہر ایسی تقریر کے جواب مین قلم اٹہانا اور ایسی شخص کو مخاطب بنانا کسی اہل علم و انصاف و پابند تہذیب کو کب مناسب ہی۔

ولیکن اگر ہم یہہ سمجہکر یا اتنی بات جتا کر خاموش ہو رہتی ہین تو شاید اس سکوت کو اکثر اس تقریر کے ناظرین (جو اہل علم نہین ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ مناظرہ کیا چیز ہے اور مجادلہ کیا اور علم حدیث کس علم کا نام ہے اور تہذیب کسکو کہتی ہین) عجز پر حمل کرین اور اس تقریر کے یہہ دعوی کہ تمنے آداب مناظرہ کو ترک کیا اور سایل سے دلیل کا مطالبہ کیا" دیکہکر یہہ خیال کرنے لگین کہ صاحب اشاعۃ السنہ نے ان باتون مین الزام کہایا ہی اسلئی بدگوئی و بے تہذیبی مخاطب کے بہانہ سی سکوت اختیار کیا ہی اور اس بیت کا امتثال کیا ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان کنجے گرفت ترس خدا را بہانہ ساخت

(باقی آیندہ)

(افسوس اس مضمون کیواسطی جگہ نہ بچی لہذا آیندہ پر ملتوی رکہا گیا)